حافظ زبیر علی زئی

خطباتِ رحمانی اور ضعیف و مردود روایات

الحمد للّٰه ربّ العالمین و الصّلوٰة و السّلام علٰی رسوله الأمین، أما بعد:

محترم شیخ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ (کراچوی) کے خطبات کا مجموعہ محترم جناب محمد طیب محمدی صاحب حفظہ اللہ نے ''خطباتِ رحمانی'' کے نام سے شائع کیا ہے، جس کے شروع میں طیب محمدی صاحب نے لکھا ہے:

''۱۸ دسمبر ۲۰۰۸ء بروز جمعرات کو فضیلۃ الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی کا جامعہ مسجد عثمانیہ اہلحدیث چاندنی چوک ماڈل ٹاؤن میں درس تھا۔ میں شیخ صاحب سے ملاقات کے لیے وہاں گیا۔ اس ملاقات میں میرا مقصد اور پروگرام یہ تھا کہ میں رحمانی صاحب سے ان کے خطابات کو تحریری شکل میں پیش کرنے کی اجازت لوں گا۔ چنانچہ میں نماز عشاء کے بعد وہاں پہنچا اور درس کے بعد ان سے ملاقات کی، اور ان سے اپنے پروگرام کے مطابق اظہارِ خیال کیا۔ تو انہوں نے مجھے بڑی خندہ پیشانی اور فراخ دلی سے اس کی اجازت دے دی۔ اور مجھے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے آپ بتوفیق اللہ یہ کام کریں۔ اجازت حاصل کرنے کے بعد میں نے شیخ صاحب کے خطابات کی سی ڈیز حاصل کیں۔ اور ان کے ذریعے تقاریر لکھنی شروع کر دیں...'' (پیش لفظ: خطباتِ رحمانی ص ۱۹)

عبداللہ ناصر رحمانی صاحب کے لئے خیر خواہی اور عوام الناس کی اصلاح کے لئے ''خطباتِ رحمانی'' سے دس (۱۰) ضعیف و مردود روایات و آثار مع مدلل رد پیشِ خدمت ہیں جنھیں رحمانی صاحب نے عام مسلمانوں کے سامنے اپنے خطبات میں بطورِ جزم بیان کیا ہے، نیز بعض دیگر اہم حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تا کہ تحقیق و اصلاح کا عمل جاری رہے:

۱) عبداللہ ناصر رحمانی صاحب نے کہا:

''دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے...**لدخل مصلیّا تھن الجنة .**
تو نمازی عورتوں کا جنت کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں'' (خطبات رحمانی ص ۳۱۵)

اسے طبرانی (المعجم الاوسط ۷/ ۱۷۹) حاکم (المستدرک ۴/ ۱۹۱۔۱۹۲) اور ابن ماجہ (۲۰۱۳) نے روایت کیا ہے، جیسا کہ طیب محمدی صاحب نے حاشیے میں وضاحت کی ہے، نیز محمدی صاحب نے فرمایا:

''علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے، دیکھئے ضعیف ابن ماجہ رقم ۴۳۸''

شیخ البانی کا فیصلہ سنن ابن ماجہ کی تحقیق (مطبوعہ مکتبۃ المعارف ص ۳۴۸) میں بحوالہ ''الرد وض النضیر'' (۹۰۵) مذکور ہے۔

ہمارے نزدیک اس کی وجۂ ضعف یہ ہے کہ سالم بن ابی الجعد اور سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مجہول واسطہ ہے۔ (دیکھئے المستدرک ۴/۱۷۴ ح ۷۳۳۲)

یہ عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ مجہول کی منفرد خبر ضعیف و مردود ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ جنت جانے کے لئے مرد ہوں یا عورتیں: نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ عقائد صحیحہ، کفر و شرک سے براءت اور اعمال صالحہ و دیگر امور کا ہونا ضروری ہے۔

۲) رحمانی صاحب نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۰ کے بارے میں کہا:

''مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین نے ایک اور واقعہ بھی نقل کیا ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ ایک آیت کے متعدد اسبابِ نزول ہو سکتے ہیں۔

اس واقعہ میں ایک یہودی اور منافق ایک تنازعہ کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرواتے ہیں، آپ ﷺ نے فیصلہ صادر فرما دیا جو اس نام نہاد مسلمان کے خلاف تھا، اس نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروانا چاہا، چنانچہ وہ دونوں ان کی خدمت میں پہنچ گئے، جب انہیں معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں نبی ﷺ فیصلہ فرما چکے ہیں تو شدید غضب کے عالم میں تلوار نکال لائے اور منافق کی گردن پہ یہ کہہ کر وار کیا: **من لم یرض بقضاء رسول اللّٰہ ﷺ فھذا قضاء عمر .** جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے سے راضی نہیں تو عمر

اس کا فیصلہ تلوار سے کرتا ہے۔'' (خطباتِ رحمانی ص۲۵۱۔۲۵۲)

یہ قصہ درج ذیل سندوں سے مروی ہے:

۱: **الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس رضي الله عنه .**

(تفسیر الثعلبی ۳/۳۳۷، اسباب النزول للواحدی ص۱۳۳)

اس میں محمد بن السائب الکلبی کذاب ہے اور کلبی تک سند نامعلوم ہے۔

شیخ البانی کے دونوں شاگردوں سلیم الہلالی اور محمد بن موسیٰ آل نصر نے اس روایت کے بارے میں لکھا ہے:'' **فهو إسناد مكذوب مصنوع** ''پس یہ سند جھوٹی من گھڑت ہے۔ (الاستیعاب فی بیان الاسباب ۱/۴۲۴)

۲: **ابن لهيعة (مدلس) عن أبي الأسود رحمه الله .**

(ابن ابی حاتم بحوالہ تفسیر ابن کثیر ۲/ ۳۱۸)

یہ روایت مرسل یعنی منقطع ہے۔

۳: **عتبة بن ضمرة عن أبيه .** (تفسیر ابن دحیم بحوالہ تفسیر ابن کثیر ایضاً)

یہ سند منقطع ہے، اس کے راوی ضمرہ بن حبیب بن صہیب الزُبیدی الشامی الحمصی کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ (دیکھئے تفسیر ابن کثیر بتحقیقی ۱/۳۴۷ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

۴: **أيوب بن مدرك عن مكحول رحمه الله .** (نوادر الاصول ۲/ ۲۲۶۔۲۲۷، ح۲۶۷)

اس کا راوی ایوب بن مدرک کذاب ہے۔

(دیکھئے سوالات ابن الجنید: ۲۹۳، لسان المیزان ۱/ ۴۸۸۔۴۸۹)

تنبیہ: حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۵/ ۳۸ نسخہ دار طیبہ ۶/ ۱۶۸) میں کلبی کذاب کی سند کو ''و إن كان ضعيفاً'' کہہ کر مجاہد تابعی سے اس کا ایک شاہد پیش کیا ہے۔

اس مرسل یعنی ضعیف شاہد میں منافق کے قتل کا نام ونشان تک نہیں، لہٰذا یہ روایت کس طرح شاہد بن سکتی ہے؟!

۳) رحمانی صاحب نے کہا:

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

الصائم في عبادة مالم يغتب مسلمًا أو يؤذه . یعنی روزہ دار مسلسل حالت عبادت میں ہے، جب تک کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے یا اسے تکلیف نہ پہنچائے۔''

(خطباتِ رحمانی ص ۳۹۵)

اس روایت کے بارے میں شیخ البانی صاحب نے فرمایا:

" منكر ... و هذا إسناد ضعيف جدًا "

منکر... اور یہ سند سخت ضعیف ہے۔ (السلسلۃ الضعیفۃ ۳/ ۳۱۱ ح ۱۸۲۹)

٤) رحمانی صاحب نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

من اعتكف يومًا ابتغاء وجه اللّٰه جعل اللّٰه بينه و بين النار ثلاث خنادق، كل خندق أبعد ما بين الخافقين . یعنی جو شخص اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایک دن کا اعتکاف کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں تیار کرا دے گا، ہر خندق کی چوڑائی مشرق و مغرب کے فاصلے سے بھی زیادہ ہوگی۔''

(خطباتِ رحمانی ص ۳۹۹۔۴۰۰)

اس روایت کی تخریج میں محترم طیب محمدی صاحب نے لکھا ہے:

''سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ رقم ۵۳۴۵ .بشر بن سلم البجلی منکر الحدیث ہے۔''

شیخ البانی کا مفصل کلام السلسلۃ الضعیفۃ (ج ۱۱ ص ۵۶۶۔۵۶۹) میں ہے اور انھوں نے بتایا کہ اس روایت کی بعض سندوں میں ''**و حرمة صاحب هذا القبر**'' کے الفاظ بھی ہیں، اور البانی صاحب نے ان الفاظ کو حلف بغیر اللہ اور شرک کہا ہے۔ (ایضاً ص ۵۶۷)

ایسی ضعیف و مردود روایت کو عوام کے سامنے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی، جس سے شرک کا ''اثبات'' ہو رہا ہے؟!

٥) رحمانی صاحب نے کہا:

''اللہ کے پیغمبر ﷺ نے دعا کی:

" اللهم إني أعوذ بنور وجهك الذي أشرقت له الظلمات."

اے اللہ! تیرے چہرے کے نور کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ تیرا وہ نور جس نے تاریکیوں کو منور کر دیا'' (خطباتِ رحمانی ص ۴۲۵)

دیکھئے تفسیر ابن کثیر (بتحقیق عبدالرزاق المہدی ۴/ ۵۴۹)

یہ روایت ابن اسحاق (امام المغازی) کی معضلات (منقطع روایات) میں سے یعنی ضعیف ہے۔ اس روایت کی دوسری سند بھی ہے لیکن شیخ البانی نے فرمایا:

" ضعيف ... و هذا إسناده ضعيف رجاله ثقات و علته عنعنة ابن إسحاق عند الجميع وهو مدلس ..." (السلسلۃ الضعیفۃ ۶/ ۴۸۷ ح ۲۹۳۳)

٦) رحمانی صاحب نے کہا:

''ایک صحابی نے اللہ کے پیغمبر ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! جب جبرائیل امین علیہ السلام آتے ہیں تو کیسے آتے ہیں؟۔ اس وقت کیفیت کیسی ہوتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چاہے دن میں ہو یا رات ہو۔ جب وہ آتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے آسمان پر سورج چمک رہا ہے'' (خطباتِ رحمانی ص ۴۲۴)

یہ بے سند روایت ہے، جس کا کوئی حوالہ ہمیں نہیں ملا۔ واللہ اعلم

۷) رحمانی صاحب نے کہا:

''علماء سلف میں سے کسی کے پاس ایک آدمی نے آ کر کہا کہ فلاں شخص نے تمہاری یہ غیبت کی، فلاں شخص نے تمہارے بارے میں یہ غلط الفاظ استعمال کیے ہیں انہوں نے کہا: مَـــا وَجَد شيطٰن بَـرِيْدًا غَيْـرَكَ ۔ شیطان کو تیرے علاوہ کوئی ڈاکیا نہیں ملا، تو شیطان کا ڈاکیا بن کر آ گیا'' (خطباتِ رحمانی ص ۳۲۸)

یہ قول تاریخ دمشق (۶۳/ ۳۸۹ بحوالہ ابن ابی الدنیا) اور الاشراف فی مناقب الاشراف لابن ابی الدنیا (۹۸) میں ''محمد بن یحییٰ المروزی قال قال رجل لوھب بن منبہ''

کی سند سے مروی ہے۔

محمد بن یحییٰ بن سلیمان المروزی البغدادی ۲۸۷ھ میں فوت ہوئے اور امام وہب بن منبہ ۱۲۰ھ سے پہلے یعنی تقریباً ۱۷۰ سال پہلے فوت ہوئے۔

ثابت ہوا کہ یہ روایت یعنی اثر سخت منقطع و مردود ہے۔

۸) رحمانی صاحب نے کہا:

''لیکن رسول اللہ ﷺ کی حدیث کہ

نهى رسول الله ﷺ عن المحاكاة . کہ رسول اللہ نے لہجے میں نقلیں اتارنے سے منع کیا۔'' (خطباتِ رحمانی ص ۳۸)

یہ روایت مجھے کسی کتاب میں نہیں ملی اور طیب محمدی صاحب نے لکھا ہے:

''اس کا حوالہ مجھے مل نہیں سکا۔ معذرت'' (خطباتِ رحمانی ص ۳۸ حاشیہ)

اس روایت کا اصل حوالہ پیش کرنا عبداللہ ناصر رحمانی صاحب کی ذمہ داری ہے۔

۹) رحمانی صاحب نے کہا:

''سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

لو كان الفقيه على رأس جبل لكان هو الجماعة .

اگر ایک فقیہ و عالم دین پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہو تو وہی جماعت ہے، اس کے پاس جاؤ اس سے استفادہ کرو، تمہارے امراض، مشاکل اور فتنوں کا علاج پیش کرے گا، اور تم کو کتاب و سنت کے نور کے ذریعے حق پر قائم رکھے گا۔'' (خطبات رحمانی ص ۱۷۹)

یہ قول ہمارے علم کے مطابق امام سفیان ثوری سے باسند صحیح ہرگز ثابت نہیں اور شرح السنۃ للبغوی (۱/ ۲۷۹) میں یہ قول بے سند و بے حوالہ ہی لکھا ہوا ہے، لہٰذا علمی میدان میں اس بے سند حوالے کی کوئی حیثیت نہیں۔

۱۰) رحمانی صاحب نے کہا:

''ہاں! میرے پیغمبر کی حدیث ہے:

أحلّت لنا ميتتان الحوت والجراد. ہمارے لیے دو مردار حلال ہیں ایک مچھلی، دوسرا ٹڈی'' (خطباتِ رحمانی ص ۲۲۲)

سنن ابن ماجہ (۳۲۱۸) کی یہ روایت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ کی وجہ سے سخت ضعیف ہے اور السنن الکبریٰ للبیہقی (۱/۲۵۴) میں اس کا ایک ضعیف شاہد بھی ہے۔

یہ ''میرے پیغمبر ﷺ کی حدیث'' نہیں بلکہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا موقوف قول ہے۔ (سنن البیہقی ۱/۲۵۴ وسندہ صحیح)

اگرچہ مفہوم کے لحاظ سے یہ حکماً مرفوع ہے، لیکن احتیاط کا یہی تقاضا ہے کہ اسے صراحتاً ''میرے پیغمبر کی حدیث ہے'' قرار دینا صحیح نہیں۔

ان دس روایات کے بعد دو اہم باتیں پیشِ خدمت ہیں:

۱: رحمانی صاحب نے کہا:

''امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ہم نے چند دن پہلے خریدی، اس کی ساٹھ جلدیں ہیں، ہم میں سے دو تین بندے مل کر اس کو اٹھا سکے۔'' (خطبات رحمانی ص ۱۰۲)

عرض ہے کہ طیب محمدی صاحب نے حاشیے میں مذکور کتاب کا نام ''الہدی والسنن فی احادیث المسانید والسنن''، یعنی جامع المسانید لکھا ہے اور ہمارے پاس اس کتاب کے دو نسخے ہیں۔

پہلا نسخہ: مقدمے کے ساتھ اڑتیس (۳۸) جلدوں میں المکتبہ التجاریہ مصطفیٰ احمد الباز اور دارالفکر سے چھپا ہے اور اگر جلدیں بندھی ہوئی یا کاٹن میں ہوں تو ایک آدمی کے لئے انھیں اٹھانا آسان ہے۔

دوسرا نسخہ: مقدمے کے ساتھ اٹھارہ (۱۸) جلدوں میں دارالفکر سے چھپا ہوا ہے اور ایک آدمی کے لئے اسے اٹھانا آسان ہے۔

ان کے علاوہ ساٹھ جلدوں والا نسخہ ہمارے علم میں نہیں، لہٰذا رحمانی صاحب کو چاہئے کہ وہ اپنے نسخے کا تعارف کروائیں۔

۲: رحمانی صاحب نے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے بارے میں جو بے اصل اور خلافِ حقیقت قصہ بطورِ جزم بیان کیا ہے، اس کی تفصیل اور درج ذیل ہے:

نواب صدیق حسن خان کے بارے میں ایک جھوٹا قصہ

عبداللہ ناصر رحمانی صاحب نے کہا:

''نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ والی ریاست بھوپال، ریاست بھوپال کی والیہ بیگم شاہ جہان ان کے عقد میں آ گئی۔ اس نے ان کے تقویٰ سے ان کے علم سے ان کے زہد سے متاثر ہو کر ان سے نکاح کر لیا۔ لیکن وہ پردہ نہیں کرتی تھی۔ اور روزانہ عصر کے بعد ان کا معمول تھا اپنے شوہر نواب صاحب کے ساتھ باہر سیر کو نکلتی تھی۔

ایک وکٹوریہ پر بیٹھ کر بے پردہ نکلتی تھی۔ ان کی نصیحت قبول نہ کرتی۔ نواب صاحب ایک دن درس حدیث دے رہے تھے۔ یہ حدیث آئی تین قسم کے افراد کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ شاگردوں نے سوال کیا کہ دیوث کون ہے کہا کہ ابھی نہیں بتاؤں گا جب شام کو بیگم کے ساتھ باہر نکلوں گا تو تم راستہ میں آ جانا۔ راستہ روک کر اس حدیث کا معنی سمجھنا۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق شام کو نکلے طلبہ باہر کھڑے ہیں انتظار میں راستہ روکا۔ اور کہا کہ استاذ صاحب ہمیں ایک حدیث سمجھائیے کہ یہ تین قسم کے افراد جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ ان میں سے ایک دیوث بھی ہے۔ دیوث کا معنی کیا ہے۔ فرمایا کہ دیوث میں ہوں فرمایا کہ دیوث میں ہوں، فرمایا کہ دیوث مجھے دیکھ لو میں دیوث ہوں۔ بیگم بھی ان کی بڑی عالمہ فاضلہ تھی۔ بات کو سمجھ گئی فرمایا کہ ابھی گھر واپس پلٹیے۔ برقعے کا انتظام کیا۔ پردہ کا انتظام کیا۔

تو یہ شرعی وعید بڑی قابل غور ہے۔'' (خطبات رحمانی ص ۳۴۵۔۳۴۶)

یہ مذکورہ سارا بیان جھوٹ، بہتان اور افتراء ہے۔ نواب صدیق حسن خان اور ان کی نیک سیرت زوجہ نواب شاہجہان بیگم سے اس قسم کا کوئی قصہ ہرگز ثابت نہیں اور یہ اللہ ہی

جانتا ہے کہ رحمانی صاحب نے یہ قصہ کس کذاب ومفتری سے سُن کر سادہ لوح عوام کے سامنے بطورِ جزم اور مزے لے لے کر بیان کر دیا۔

نواب صدیق حسن خان کے بیٹے سید علی حسن خان نے اپنی والدہ کے بارے میں لکھا ہے: ''اس کی حقیقت یہ ہے کہ رئیسۂ عالیہ کا پردہ بقاعدۂ شرعی نکاح اول کے زمانہ ہی سے قائم تھا۔'' الخ (مآثرِ صدیقی حصہ سوم ص ۱۷۳)

اس کے بعد کی کچھ عبارت غیر واضح سی معلوم ہوتی ہے اور نکاح اول سے مراد ملکہ شاہجہان بیگم کا نواب باقی محمد خان سے نکاح ہے جو نواب صدیق حسن خان سے پہلے ہوا تھا۔

ایسی دیندار و نیکوکار بی بی کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کرنا کہ وہ بے پردہ نکلتی تھی اور اس کا شوہر دیوث تھا، بہت بڑا جھوٹ ہے۔

نیز اگر بے پردہ سے مراد چہرے کا ننگا ہونا ہے تو پھر شیخ البانی وغیرہ کے بارے میں کیا خیال ہے جو الوجہ والکفان کے ظاہر ہونے کو جائز سمجھتے تھے؟

بات ایسی کرنی چاہئے جس پر خود اپنا بھی عمل ہو اور سلف صالحین پر بھی حرف نہ آئے۔

آخر میں عبداللہ ناصر رحمانی صاحب سے پرزور مطالبہ ہے کہ وہ نواب صدیق حسن خاں صاحب کے بارے میں اپنے بیان کردہ قصے کا مضبوط وصحیح حوالہ پیش کریں، ورنہ علانیہ توبہ کریں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾
یعنی بندہ اپنی زبان سے جو بات بھی نکالتا ہے تو اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لئے) تیار ہوتا ہے۔ (قٓ:۱۸)

و ما علينا إلا البلاغ (۲۰/ جون ۲۰۱۳ء)

ابوعمر کاشف سلفی

شیخ عبداللہ ناصر رحمانی کا موضوع اور ضعیف روایات بیان کرنا

وہ روایات جنھیں شیخ البانی اور دیگر محققین نے بھی سخت ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے، ایسی روایات بیان کرتے ہوئے بھی شیخ عبد اللہ ناصر رحمانی صاحب نہیں رکتے، حالانکہ ان روایات پر تحقیق شدہ کتب بآسانی دستیاب ہیں۔ اس مضمون میں ہم صرف وہی روایات بیان کریں گے جو دیگر محققین کے نزدیک بھی ضعیف ہیں ورنہ اصول حدیث کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو شیخ صاحب کی بیان کردہ ضعیف اور غیر ثابت روایات کی فہرست کافی طویل ہے۔

۱) شیخ عبداللہ ناصر رحمانی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''کتنی حرارت ہوگی! کتنی شدت ہوگی! اللہ اکبر، گناہوں کے بقدر پسینے چھوٹ رہے ہوں گے۔ اتنے تکلیف دہ پسینے ہوں گے کہ وہ لوگ دعائیں کریں گے: ''**اللهم أرحنا منه ولو إلى النار**'' یااللہ! ہم کو اس پسینے سے چھٹکارا دے، بچالے، خواہ جہنم میں ڈال دے'' (صحیح ابن حبان: ۷۳۳۵)'' (ماہنامہ ضیائے حدیث لاہور، جلد ۲۱، شمارہ ۷، جولائی ۲۰۱۲، ص ۲۳)

ہم اپنی طرف سے اس روایت پر کوئی تبصرہ نہیں کرتے، ہوسکتا ہے کہ کوئی بُرا مان جائے، محققین کے اقوال نقل کر دیتے ہیں:

۱۔ علامہ ناصر الدین البانی اس روایت کو ضعیف کہنے کے بعد لکھتے ہیں: ''**وهذا إسناده ضعيف**'' اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (السلسلۃ الضعیفۃ ۷/۴۲ ح ۳۰۴۲)

۲۔ حسین سلیم اسد لکھتے ہیں: ''**اسناده ضعيف**'' (مسند ابویعلیٰ ۸/۳۹۸ ح ۴۹۸۲)

۳۔ شیخ شعیب الارناووط لکھتے ہیں: ''**اسناده ضعيف**'' (صحیح ابن حبان: ۷۳۳۵)

اب کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس روایت کی تحقیق بہت مشکل ہے، رحمانی صاحب کو چاہئے تھا کہ کم از کم محققین کا حکم ہی دیکھ لیتے۔

۲) اپنے جمعہ کے خطبے میں شیخ صاحب ایک من گھڑت روایت بیان کرتے ہیں:
''حضرت عمرو بن العاص اپنی موت کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ جیسے رضویٰ پہاڑ میری گردن پر لاد دیا گیا ہے''پوری روایت کے لئے شیخ کی آڈیوسنیں درج ذیل لنک پر (دنیا کی محبت اور اس کا علاج، روایت 26:00 تا 29:00 منٹ کے دوران سنائی گئی ہے)

download link: www.deen.com.pk/?p=2147

http://www.4shared.com/mp3/crPmIF6b/12-31-2010DunyaKiMuhabbatAurUs.html

یہ روایت طبقات ابن سعد (۲۶۰/۴ واللفظ لہ) مستدرک الحاکم (۳۵۴/۳ ح ۵۹۱۵) تاریخ دمشق (۱۹۲/۴۶) اور سیر اعلام النبلاء (۷۵/۳) میں درج ذیل سند اور متن کے ساتھ موجود ہے:

''**هشام بن محمد بن السائب الكلبي عن عوانة بن الحكم، قال: عمرو بن العاص يقول :عجبًا لمن نزل به الموت وعقله معه كيف لا يصفه، فلما نزل به قال له ابنه عبد اللّٰه بن عمرو : يا أبتِ إنك كنت تقول عجبًا لمن نزل بالموت و عقله معه كيف لا يصفه فصف لنا الموت و عقلك معك ، فقال : يا بنيّ !الموت أجلّ من أن يوسف ولكني سأصف لك منه شيئًا ، أجدني كأن على عنقي جبال رضوى ، و أجدني كأن في جوفي شوك السلاء، و أجدني كأن نفسي يخرج من ثقب إبرة.**''

اس کی سند میں ہشام بن محمد بن السائب الکلبی متروک رافضی ہے۔

(دیکھئے میزان الاعتدال ۳۰۴/۴)

امام دارقطنی نے اسے متروکین میں ذکر کیا۔ (الضعفاء والمتروکون:۵۶۳)

ابن حبان نے فرمایا:'' **و كان غاليًا في التشيع ...** ''وہ تشیع میں غالی تھا۔

(کتاب المجروحین ۹۱/۳)

عوانہ بن الحکم کا متقدمین میں سے کسی سے بھی ثقہ ہونا ثابت نہیں، بلکہ لسان المیزان

میں لکھا ہوا ہے کہ وہ بنوامیہ کے لئے روایتیں گھڑتا تھا۔ (۳۸۶/۴)

حافظ ذہبی نے بغیر کسی سابق دلیل کے اسے صدوق قرار دے کر اتباع التابعین کے طبقے میں ذکر کیا۔

عوانہ بن الحکم ۱۵۸ھ میں فوت ہوا، لہٰذا یہ سند منقطع بھی ہے۔

الغرض یہ روایت موضوع اور بے بنیاد ہے۔

اور پھر اسی روایت کو کئی اور دروس میں بھی دوبارہ سنایا گیا ہے مثلاً دیکھئے قیامت کی ہولنا کیاں (7:00 تا 9:00 منٹ کے دوران)

http://deen.com.pk/?p=2671

۳) شیخ عبداللہ ناصر رحمانی ''کسی کافر کا اسلام قبول کرنا'' کی فصل کے تحت لکھتے ہیں:

''اس لیے پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے ''**إسلام رجل واحد أحب إلي من قتل ألف كافر**'' کہ ایک شخص کا اسلام قبول کرنا، میرے نزدیک ایک ہزار کافر کو قتل کرنے سے بہتر ہے'' (شرح حدیث ہرقل ص ۷۵، مکتبہ ام القریٰ)

اس روایت کے حاشیہ میں درج ذیل حوالہ دیا ہوا ہے:

''**رواه ابن اسحاق فی المغازي (الروض الانف ۱/۱ ۳۰، فتح الباري ۷/۰ ۳۷)**''

یہ روایت الروض الانف میں بے سند موجود ہے، نیز سیرۃ ابن اسحاق میں یہ روایت نہیں ملی، حافظ ابن حجر نے اس روایت کو ابن اسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ الغرض اس روایت کا کچھ اتا پتا ہی نہیں۔ حدیثِ رسول کے ساتھ یہ انتہائی بے احتیاط رویہ ہے اور پھر اس کو بالجزم اس طرح نبی ﷺ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔

٤) شیخ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب ایک درس میں فرماتے ہیں:

''قبیصہ بن المخارق نبی علیہ السلام سے کچھ سوال کرنے کے لئے آئے کچھ دین کے تعلق سے سوال کرنے کے لئے آئے'' (درس علم کی اہمیت، روایت 13:00 تا 15:00 منٹ کے دوران سنائی گئی ہے)۔ پوری روایت سننے کے لئے شیخ کی آڈیو سنیں۔

یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ "**يا قبيصة، ما مررت بحجر، ولا شجر، ولا مدر، الا استغفر لك**" مسند احمد ۲۰۶۰۲ اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہے۔

۱۔ علامہ ناصر الدین البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(دیکھئے ضعیف الترغیب والترھیب ۱۷)

۲۔ شیخ شعیب الارناووط نے بھی مسند احمد کی تحقیق میں اسے ضعیف کہا ہے۔

(مسند احمد ۲۰۶۰۲)

یہ چند روایات بطور مثال پیش کی گئی ہیں وگرنہ ایسی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، بطور تنبیہ اتنا ہی کافی ہے۔

سنہ ۲۰۱۲ کے رمضان المبارک میں ہماری طرف سے موضوع اور ضعیف روایات کے بارے میں تنبیہ کرنے پر مجھ پر اور ایک ہمارے پیارے اہل حدیث بھائی سعد کو کنی پر، یہ کہہ کر مسجد میں اعتکاف بیٹھنے پر پابندی لگادی گئی کہ یہ شیخ کے گستاخ ہیں۔

إنا لله وإنا إليه راجعون